Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم وتحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم وتحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 3, Vol 3,July-September

شمارہ۳، جلد۳، اجولائی – ستمبر

اسلامی اور مغربی تناظر میں آزادی اظہار رائے اور عصری میڈیا کی سرگرمیوں کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Islamic and Western Perspective on Freedom of Expression and Contemporary Media Practices

نبیلہ تبسم[1]

Keywords:

Media freedom, freedom of expression, contemporary media trend, Islamic and western perspective

Receiving Date:
9 July 2021
Acceptance Date:
15 September 2021
Publication Date:
30 September 2021

Abstract:
Freedom of expression is a universally accepted human right. Freedom of expression includes freedom of press, freedom of speech and media freedom. In today’s world freedom of expression is considered as a major issue and the media industry serves as custodian of this freedom. No doubt, free media is essential to flourish democratic environment, as it facilitates open discussion and debates. However, ethics and morals are fundamental for a healthy social environment and cannot be denied. Islamic perspective on freedom of expression is based on Qur’an and Sunnah and emphasizes various ethical, moral and legal bindings, whereas, western perspective on freedom of expression exists on legal restrictions only. New media technologies have triggered the content produced by the media and accelerated the public participation in almost all local and global affairs. Access to a wide range of media platforms, enabled the public to hear different voices from the world and increased public dependency on media. Thus, in the backdrop of freedom of expression a huge amount of media content is being produced which is harming and ruining Muslim societies. Therefore, in this paper efforts are made to explore the Islamic and Western perspective on freedom of expression and examine contemporary media trends and practices.

1۔ (پی ایچ ڈی اسکالر) رفاہ انسٹیٹیوٹ آف میڈیا سٹڈیز

آزادی خواہ جسمانی نقطہ نظر سے ہو یا ذہنی اعتبار سے ہو، ہر دور میں آزادی کے حق میں آواز بلند کی جاتی رہی ہے۔ عصر حاضر میں تحریر و تقریر کی آزادی کے حق میں اٹھائی جانے والی آوازیں بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسان کو اپنی رائے دینے کی آزادی ہونی چاہئے، کسی بھی معاشرے میں اظہارِ رائے کی آزادی کے بغیر جمہوری اقدار کو فروغ نہیں دیا جاسکتا۔ موجودہ دور میں آزادی اظہارِ رائے کو بین الاقوامی سطح پر انسان کا حق تسلیم کیا جاتا ہے۔

آزادی رائے کی اہمیت کے پیش نظر آج میڈیا انڈسٹری آزادی اظہارِ رائے کی محافظ سمجھی جاتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آزاد میڈیا جمہوری ماحول کو پروان چڑھانے کے لئے ضروری ہے کیونکہ یہ آزادانہ بحث ومباحثے کی فضا ہموار کرتا ہے۔تاہم ایک صحت مند معاشرے کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ اخلاقیات کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔ چنانچہ آزادی اظہار رائے کے معاملے میں بھی اخلاقیات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ آزادی اظہارِ رائے کے لئے اسلامی نقطہ نظر کی بنیاد قرآن وسنت کی آفاقی تعلیمات ہیں جبکہ مغربی نقطہ نظر کی بنیاد چند ابلاغی نظریات ہیں۔ چنانچہ مقالہ ہذا میں آزادی اظہارِ رائے سے متعلق اسلامی اور مغربی نقطہ نظر کے مطالعے کے ساتھ ساتھ موجودہ میڈیا کی سرگرمیوں، بالخصوص میڈیا کے ان رجحانات کا جائزہ لیا گیا ہے جو بظاہر آزادی اظہارِ رائے کے نام پر معاشرے میں برائی کی اشاعت وتشہیر کا سبب ہیں۔اس مقصد کے لئے تحقیق کے پہلے مرحلے میں آزادی اظہارِ رائے کے اسلامی تصور کو جاننے کے لئے قرآن وسنت کی آفاقی تعلیمات سے رجوع کیا گیا ہے جبکہ مغربی تصور معلوم کرنے کے لئے متعلقہ تحریری مواد سے استفادہ کیا گیا ہے۔ تحقیق کے دوسرے مرحلے میں آزادی اظہارِ رائے کے پس منظر میں میڈیا کے منفی رجحانات کو اجاگر کرنے کے لئے موجودہ میڈیا کی سرگرمیاں اور سکرین پر دکھائے جانے والے مواد کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

آزادی اظہارِ رائے

تقریری آزادی اور آزادی اظہار رائے مترادف الفاظ ہیں[2]،اس کا عام فہم اور سادہ سا مطلب ہے بولنے کی آزادی۔ تقریری، تحریری اور عملی آزادی کو بھی آزادی اظہار رائے میں شمار کیا جاتا ہے۔یعنی ہر شخص تقریر، تحریر اور عمل کے معاملے میں آزاد ہے۔[3]

عربی میں آزادی اظہارِ رائے کے لئے "حرية "کا لفظ مستعمل ہے، چنانچہ قاموس المحیط میں لکھا ہے: "الحر خلاف العبد، و تحرير الرقبة ای اعتاقها" یعنی "آزادی غلامی کا برعکس ہے، گردن کی آزادی یعنی اسے چھڑوا دینا۔" یادرہے کہ آزادی کا مفہوم بہت وسیع ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً سیاسی آزادی، مذہبی آزادی، اقتصادی آزادی اور تقریری و عملی آزادی وغیرہ۔ یہاں اس سے مراد اظہارِ رائے کی آزادی ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے عربی میں موسوعۃ السیاسیۃ میں حریۃ کا معنی ومفہوم ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: "حرية المواطن فى التعبير عن

---

[2] Larry Alexander. Is There a Right of Freedom of Expression? Cambridge University Press, 2005. P.7https://books.google.com.pk/books?id=I5E-leW0kNUC&printsec=frontcover&dq=freedom+of+expression&hl=en&sa=X&ved=2ahUKEwjgaLgtq3yAhVHcBQKHXW9DmYQ6AEwBHoECAgQAg#v=onepage&q=freedom%20of%20expression&f=false

[3] غلام نبی مدنی۔ "اظہارِ رائے کی آزادی" پر اسلام اور مغرب کا نکتہ نظر اور سائبر کرائم بل۔ روزنامہ پاکستان، 7اگست 2016۔ https://dailypakistan.com.pk/07-Aug-2016/425467

رائیه فی الامور العامة کافة دون التعرض لای عقاب"یعنی"اس سے مراد تمام طرح کے عوامی معاملات میں شہری کواپنی رائے کی تعبیر میں آزادی دینا، نہ کہ اس پر بازپرس کرنا یعنی سزا دینا۔" [4]اردو میں لفظ آزادی دراصل فارسی سے مستعمل ہے جس میں حریت، خود مختاری، اور بیباکی کے معنی پائے جاتے ہیں[5] ۔آزادی اظہار رائے آج کی دنیا کا ایک نہایت اہم موضوع ہے اور انسانی حقوق میں آزادئی تقریر و تحریر ایک اہم جزو کے طور پر معروف ہیں۔[6]

آزادی رائے کا اسلامی تصور

اسلام انسانی آزادی کو مقدم ٹھہراتا ہے، اسلام وہ دین ہے جس نے سب سے پہلے جسمانی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے انسانوں کو غلامی کی بندشوں کو ڈھیلا کر کے فطری آزادی کی دولت سے ہمکنار کیا۔اسلام انسان کے اس حق کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ اسے فکر و خیال اور تحریر و تقریر کی آزادی ہونی چاہئے۔اسلام نہ صرف فرد کو اظہار رائے کی آزادی دیتا ہے بلکہ افراد معاشرہ کو یہ ترغیب بھی دیتا ہے کہ وہ آزادانہ اپنی رائے کا اظہار کریں مثلاً مشاورت میں آزادانہ اپنی رائے کا اظہار۔اسلامی معاشرے میں روزمرہ زندگی میں مشاورت ایک اہم اصول کے طور پر معروف ہے۔اسلام فرد کو یہ ترغیب دیتا ہے کہ وہ اہم معاملات میں فیصلہ کرنے سے پہلے دوسروں سے بھی رائے لیں ۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ ۖ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ"[7] اور جو اپنے رب کا حکم مانتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:" وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۖ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ"[8] اور آپؐ (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں۔بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اصولِ مشاورت کی انجام دہی اس وقت تک ہو نہیں سکتی جب تک دوسروں سے مشورہ طلب نہ کر لیا جائے اور کوئی بھی شخص اس وقت تک صحیح مشورہ دے نہیں سکتا جب تک اسے اظہارِ رائے کے لئے مکمل آزادی کا حق حاصل نہ ہو۔اصولِ مشاورت کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ مشورہ دینے والے کو اظہارِ رائے کی مکمل آزادی ہو۔چنانچہ قرآن حکیم کے اصول مشاورت کا حکم اپنانے سے ہر شخص کو آزادی اظہار رائے کا اختیار ہے۔

اظہارِ رائے کے لئے مختلف انداز مثلاً حقِ رائے، حقِ تقریر، حقِ اختلاف یا حقِ تنقید شامل ہیں۔گویا کسی بھی ریاست کے شہریوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آزادانہ اپنی رائے کا اظہار کریں۔اسلام نے یہ حق ہر فرد کو دیا ہے۔جدید زبان میں اسے صحافتی آزادی بھی کہتے ہیں۔

---

[4]فاروق عبداللہ، محمد عبداللہ۔آزادی اظہار کی حدود و قیود: مسئلہ عصمت انبیاء اور اقوام متحدہ۔ مجلہ علوم اسلامیہ و دینیہ۔ جلد 3، شمارہ 2، 2018۔
https://tinyurl.com/hr3ynnes

[5] https://ur.wiktionary.org/wiki/%D8%A2%D8%B2%D8%A7%D8%AF%DB%8C

[6] Universal Declaration of Human Rights. Retrieved on 13.8.21.
https://www.ohchr.org/en/udhr/documents/udhr_translations/eng.pdf

[7]القرآن، 42: 38

[8]القرآن، 3: 159

اسلام میں آزادی اظہار کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ فریضہ شہادتِ حق کی اولین ضرورت آزادانہ اظہارِ رائے ہے ۔ حق گوئی سے پہلو تہی کرنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔ اسلام بہت واضح اور دوٹوک الفاظ میں حق گوئی سے گریز کرنے کو ظلم سے تعبیر کرتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ"[9] اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس کے ذمے اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے، تمہاری حرکات سے اللہ غافل تو نہیں ہے۔

کوئی خبر یا امرِ واقعہ حقیقت میں شہادت ہے اور شہادت کا چھپانا یعنی اس کا اظہار نہ کرنا، اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ"[10] اور شہادت ہر گز نہ چھپاؤ، جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ سے آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

میڈیا اور آزادانہ اظہار رائے

میڈیا میں اظہارِ رائے کی آزادی کا مطلب ہے کہ ایک فرد کو یہ آزادی ہو کہ وہ ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے آزادانہ معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ اگرچہ اسلام انسان کی آزادی اور عزت و توقیر کو مقدم قرار دیتا ہے لیکن اس کے معنی بے مہار آزادی نہیں بلکہ معقول حدود کے اندر ایک محفوظ دائرے میں ایسی آزادی ہے جو کہ انسانی فطرت کے نہ صرف عین مطابق ہے بلکہ ایک مہذب و متمدن معاشرے کا حسن و جمال بھی ہے۔ ایک صحتمند اور پر امن معاشرے کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ شخصی آزادی کے ساتھ ساتھ افرادِ معاشرہ کو پابند کیا جائے کہ وہ معاشرتی اور اخلاقی اقدار کو پامال نہ کریں۔

مادر پدر آزادی کا کسی بھی مہذب معاشرے میں کوئی تصور نہیں ہے۔ چنانچہ میڈیا کو اس سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر آزادی رائے کو ایک فرد یا گروہ کی خود غرض مرضی و منشا کے تابع کر دیا جائے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار اور دوسرے شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ سے بے نیاز کر دیا جائے تو اس سے معاشرے میں فساد و بگاڑ کا چلن عام ہوتا ہے اور پھر ایسی آزادی فتنہ بن جاتی ہے۔ اسلام میں بے مہار آزادی نہ کسی فرد کو دی گئی ہے نہ کسی گروہ یا خاص طبقے کو، اسلام چند حدود کے ساتھ ایک دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے فرد، گروہ یا ادارے کو آزادی دیتا ہے کہ وہ مفادِ عامہ میں اپنے فرائض، ذمہ داریوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے، خدا خوفی کے جذبے کے ساتھ اظہارِ رائے کر سکتا ہے۔

اسلام کی رو سے آزادی رائے کی شرائط

اسلام جب آزادی اظہار رائے کا حق دیتا تو ساتھ کڑی شرائط بھی عائد کرتا ہے۔ اسلام ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل، اور غیبت و بہتان تراشی جیسے قبیح افعال کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اسلام کسی کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ نہیں دیتا کہ آزادی اظہار رائے یا تنقید کی آڑ میں جارحانہ زبان استعمال کرتے ہوئے دشنام طرازی کرے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ" [11] اے ایمان والو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں

---

[9] القرآن، 2 : 140

[10] القرآن، 2: 283

[11] القرآن، 49 : 11

دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے اور جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔) اسی طرح اسلام عیب جوئی اور غیبت سے اجتناب کی ترغیب دلاتا ہے۔

قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ"[12] اور کوئی تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ توبہ قبول فرمانے والا ہے"۔

اسلام جہاں غیبت اور عیب جوئی کو ممنوع ٹھہراتا ہے وہاں نیکی و سچائی کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہونے کو قابل ستائش ٹھہراتا ہے اور جابر بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنے کو افضل جہاد گردانتا ہے۔ بادشاہ کے ظلم و جبر کے خلاف آواز اٹھانا، حکام بالا کی رائے سے اختلاف کرنا اور برملا اپنی رائے کا اظہار کرنا اصحاب اور سلف سے ثابت ہے۔ اسلام میں سنی سنائی بات کی اشاعت و ترویج کی بجائے تحقیق کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ[13] اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہ تم ناواقفیت میں کسی قوم پر حملہ کر دو پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو تمام ادیان کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے تاکہ لوگوں کے مذہبی جذبات مجروح نہ ہوں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ"[14] یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں، انہیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بناء پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔

اس حکم کا اطلاق صرف بتوں اور دیوتاؤں پر ہی نہیں بلکہ لوگوں کے مذہبی رہنماؤں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسلام مذہبی معاملات میں بحث مباحثہ کی ممانعت نہیں کرتا بلکہ چاہتا ہے کے یہ گفتگو تعمیری اور مثبت انداز میں ہو نہ کہ بحث برائے بحث۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَلَا تُجَادِلُوٓا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ"[15] اور اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو، مگر عمدہ طریقے سے"۔

ایک اور آیت میں حکم ہوتا ہے: "يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا"[16] اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور صاف اور سیدھی بات کہو۔ درست اور غلط کو خلط ملط کرنے سے روکنے کے لئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ "[17] باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ حق کو چھپاؤ، تمہیں تو خود اس کا علم ہے۔

---

[12] القرآن،49 :12

[13] القرآن،49: 6

[14] القرآن،6: 108

[15] القرآن،29: 46

[16] القرآن،33:70

[17] القرآن،2: 42

اسلام میں دینی احکامات کے بارے میں اختلافِ رائے کا بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ امور جن کے بارے میں کتاب وسنت میں واضح احکام موجود ہیں ان میں کسی قسم کا اختلاف کرنا جائز نہیں ہے جبکہ وہ امور جن میں کسی آیت یا حدیث کی مختلف توجیہات کی گنجائش موجود ہو تو اس صورت میں اختلافِ رائے میں کوئی مضائقہ نہیں۔اس حوالے سے ایک عام اصول یہ ہے کہ نبی ﷺ جو شرع کا حکم دیں،اس کی اطاعت لازم ہے اور جو بات دنیا کی معاش سے متعلق ہو اس پر عمل لازم نہیں۔[18]

آزادی اظہار رائے کی عملی مثالیں

نبی ﷺ کے سنہری دورِ نبوت میں اس حوالے سے کئی مثالیں موجود ہیں کہ آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اظہارِ رائے کے مواقع فراہم کئے مثلاً غزوہ بدر، اسیران بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق معاہدہ حدیبیہ کے مواقع پر۔ مذکورہ مواقع پر صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے سامنے آزادانہ اپنی رائے کا اظہار بھی کیا۔اور رائے صائب ہونے کی صورت میں آپؐ نے اسے قبول بھی فرمایا۔

قرآن مجید کی ایک سورۃ'' المجادلہ''کی کچھ آیات کے شانِ نزول کے بارے میں مروی ہے کہ ایک خاتون حضرت خولہؓ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور طلاق سے متعلق ایک مسئلے پر نبیؐ سے مجادلہ کیا۔دور جاہلیت میں اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی طرح ہے تو اس قول سے طلاق واقع ہو جاتی تھی۔ حضرت خولہؓ نے جاہلیت کے اس مروجہ طرز عمل کے خلاف رسول ﷺ کے سامنے آزادانہ اپنی رائے کا اظہار کیا اور تھوڑی ہی دیر میں وحی نازل ہوئی اور فیصلہ ہو گیا کہ بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی اور مزید یہ کہ شوہر ایسا قول کہنے پر کفارہ ادا کرے۔مذکورہ واقعہ آزادنہ اظہار رائے کے حوالے سے اسلامی نکتہ نظر کی ایک عملی مثال ہے کہ اسلام اصلاح فکر وعمل کے لئے افراد معاشرہ کو اپنی رائے دینے کی پوری آزادی دیتا ہے نیز یہ کہ اس معاملے میں مرد وعورت کی بھی کوئی تفریق نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ ایک خاتون نے نہ صرف پیغمبرِ وقت کے سامنے آزادانہ اپنی رائے کا اظہار کیا بلکہ اس کی معقول رائے کے احترام میں خانگی زندگی کے ایک اہم مسئلے کو حل بھی کیا گیا۔

مسند امام احمد میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ہے(او کما قال): "مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ فِي رُءُوسِ النَّخْلِ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ قَالُوا يُلَقِّحُونَهُ يَجْعَلُونَ الذَّكَرَ فِي الْأُنْثَى قَالَ مَا أَظُنُّ ذَلِكَ يُغْنِي شَيْئًا فَأُخْبِرُوا بِذَلِكَ فَتَرَكُوهُ فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ فَلْيَصْنَعُوهُ فَإِنِّي إِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُونِي بِالظَّنِّ وَلَكِنْ إِذَا أَخْبَرْتُكُمْ عَنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِشَيْءٍ فَخُذُوهُ فَإِنِّي لَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ شَيْئًا"[19] ایک مرتبہ نبی ﷺ کا گذر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو کھجوروں کے باغات میں تھے، نبی ﷺ نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟لوگوں نے بتایا کہ یہ نر کھجور کو مادہ کھجور میں ملار ہے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرا خیال نہیں ہے کہ اس سے کچھ فائدہ ہوتا ہو،ان لوگوں کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اس سال یہ عمل نہیں کیا، نبی ﷺ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو فرمایا کہ اگر انہیں اس سے کچھ فائدہ ہوتا ہو تو انہیں یہ کام کر لینا چاہئے، میں نے تو

---

[18] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث:6126،6127

http://equranlibrary.com/hadith/muslim/1705/6126

http://equranlibrary.com/hadith/muslim/1705/6127

[19] احمد بن حنبل، مسند احمد، حضرت طلحہ بن عبیداللہ (رض) کی مرویات—حدیث:1322

http://equranlibrary.com/hadith/musnadahmad/6/1322

صرف ایک گمان اور خیال ظاہر کیا ہے اس لئے میرے گمان پر عمل کرنا تمہارے لئے ضروری نہیں ہے، ہاں! البتہ جب میں تمہیں اللہ کے حوالے سے کوئی بات بتاؤں تو تم اس پر عمل کرو کیونکہ میں اللہ پر کسی صورت جھوٹ نہیں باندھ سکتا۔

اسی موضوع پر ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں (او کما قال): "قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوهُ فَنَفَضَتْ أَوْ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوا ذَلِکَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيٍ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ قَالَ عِكْرِمَةُ أَوْ نَحْوَ هَذَا قَالَ الْمَعْقِرِيُّ فَنَفَضَتْ وَلَمْ يَشُکَّ"[20] آپؐ نے فرمایا اگر تم اس طرح نہ کرو تو شاید تمہارے لئے یہ بہتر ہوا انہوں نے اس طرح کرنا چھوڑ دیا تو کھجوریں کم ہو گئیں صحابہ کرام نے اس بارے میں آپؐ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا میں ایک انسان ہوں جب میں تمہیں کوئی دین کی بات کا حکم دوں تو تم اس کو اپنا لو اور جب میں اپنی رائے سے کسی چیز کے بارے میں بتاؤں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ یا اسی طرح کچھ اور آپؐ نے فرمایا۔

مذکورہ بالا دونوں روایات کی رو سے آپؐ نے اپنی رائے کو لازماً دوسروں پر مسلط نہیں کیا بلکہ متعلقہ معاملے میں اس رائے کو اختیار کرنے یا نہ کرنے کی آزادی دی ہے۔ چنانچہ یہ روایات دنیاوی معاش اور سیکولر کاموں میں آزادی اظہار و عمل کی بہترین مثال اور انفرادی آزادی پر دلالت کرتی ہیں جبکہ دینی معاملات میں یہ واضح اصول ہے کہ جو رسولؐ تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔[21]

دور نبوت کے بعد خلفاء راشدینؓ نے بھی جملہ معاملات میں اسلام باہمی مشاورت کے اصول کو اپنایا اور عوام کو آزادانہ اظہار رائے کا حق دیا۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب خلافت کا منصب سنبھالا تو اپنے پہلے ہی خطبے میں فرمایا: "مجھے تم نے اپنا امیر بنایا ہے حالانکہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں سیدھے راستے پر چلوں تو میری مدد کرو اور اگر غلطی کروں تو میری اصلاح کرو۔ تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کا حق دلوا دوں اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے، یہاں تک کہ اس سے حق لے لوں۔ میں جب تک اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔[22] حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عوام کو اظہار رائے کی مکمل آزادی دیئے رکھی تھی، یہاں تک کہ وہ خلیفہ وقت تک کا احتساب کر سکتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں یہ صورت حال تھی کہ کوئی شخص بر سرِ منبر آپ کو آزادانہ ٹوک سکتا تھا، آزادانہ تنقید کر سکتا تھا اور آپ سے اپنی شکایت بیان کر سکتا تھا۔ آپ شکایت کنندہ کی بات توجہ سے سنتے اور موقع محل کے مطابق فوری کاروائی بھی کرتے۔[23]

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ مہر کو کم مقرر کرنے سے متعلق قانون بنانا چاہ رہے تھے ایک عورت نے یہ بات سنی تو اس نے خلیفہ وقت حضرت عمرؓ کی رائے سے اختلاف کیا اور آزادانہ اپنی رائے دی کہ، "اے عمرؓ! تمہیں یہ اختیار کس نے دیا کہ عورتوں کے حقوق میں کمی کرو، اللہ کا

---

[20] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم- فضائل کا بیان- حدیث 6127
http://equranlibrary.com/hadith/muslim/1705/6127

[21] القرآن، 7:59

[22] مفتی منیب الرحمٰن، "حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ خلافت۔۔۔"، اردو محفل (2019)، -

[23] محمد صلاح الدین، بنیادی حقوق، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن)، ص 274

حکم ہے کہ اگر تم ایک بڑا خزانہ بھی دے چکے ہو تو اسے واپس نہ لو" حضرت عمرؓ اس عورت کے اظہار رائے سے بہت متاثر ہوئے اور انھوں مہر سے متعلق قانون ترک کر دیا اور عورت کی رائے کا احترام کیا۔[24]

اگرچہ حضرت عثمان غنیؓ کا عہد خلافت بہت کم تھا لیکن آپ نے بھی عوام کو آزادی اظہار رائے کا پورا حق دیا۔ آپ کا دور مخالفین کے اختلافات کے باوجود اظہار رائے کی آزادی کا مثالی دور تھا۔ آپ نے شدید اختلافات کے باوجود اپنے مخالفین سے کوئی زیادتی نہ کی۔ اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے دور خلافت میں جب کہ بے شمار فتنے سر اٹھا چکے تھے اور اس میں سر فہرست خوارج کا فتنہ ہے کہ جس میں خوارج آزادانہ حضرت علی ؓ کی ذات گرامی کو نشانہ تنقید بناتے رہے مگر حضرت علی ؓ نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور پر فتن مخالفین سے کوئی ذاتی انتقام نہ لیا۔

آزادی اظہارِ رائے کا مغربی تصور

مغرب کی رو سے آزادی اظہار رائے سے مراد آراء کے اظہار کا ایسا حق ہے جس میں ہر فرد اپنے خیالات اور اپنی آراء بغیر کسی حکومتی انتقامی کاروائی، سنسر شپ یا معاشرتی ردِ عمل کے آزادانہ ظاہر کر سکے[25]۔ مغربی مفکر نگل وارٹن کے نزدیک اظہارِ رائے کی کسی بھی جمہوری معاشرے میں خاص اہمیت ہے کیونکہ جمہوریت میں کسی بھی ووٹر کو مختلف آراء، حقائق اور تشریحات سے خاص دلچسپی ہوتی ہے[26]۔

اقوام متحدہ کے بین الاقوامی چارٹر کی اٹھارہویں شق کے مطابق ہر شخص کو آزادی فکر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب یا کسی عقیدے کو تبدیل کرنے، اپنے مذہب یا کسی عقیدے کی تبلیغ کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔ جبکہ اسی چارٹر کی انیسویں شق کے مطابق کسی بھی شخص کو اپنی رائے رکھنے اور آزادانہ اپنی رائے کے اظہار کا حق حاصل ہے[27]۔ اقوام متحدہ کے چارٹر کی مذکورہ دونوں دفعات میں کہیں بھی اظہار رائے کی آزادی کی کوئی بھی حدود و قیود بیان نہیں کی گئی۔ مغرب چونکہ ریاستی اور معاشرتی معاملات میں دین اور مذہب کے کردار کو نظر انداز کر چکا ہے، چنانچہ مذہب کو فرد کے ذاتی معاملے کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ مزید بر آں، یہ حقیقت بھی عیاں ہے کہ مغرب آزادی اظہار رائے کو مبہم انداز میں پیش کرتا ہے، یعنی اس کی اصلیت کو چھپا کر اسے مطلق آزادی کہہ کر پیش کیا جاتا ہے[28]

مغرب میں ماضی و حال میں ذرائع ابلاغ سے متعلق جن مختلف نظریات کو فروغ حاصل ہوا ان میں مقتدرانہ نظریہ، حریت یا تصور آزادی پر مبنی نظریہ، کمیونسٹ نظریہ اور سماجی ذمہ داری کا نظریہ نمایاں ہیں۔ چنانچہ مغربی ممالک میں آزادی اظہارِ رائے اور حریت فکر کے حق میں

---

[24] https://ummat.net/today-newspaper/2019/03/15/55376/

[25] فاروق عبداللہ، محمد عبداللہ۔ آزادی اظہار کی حدود و قیود: مسئلہ عصمت انبیاء اور اقوام متحدہ۔ مجلہ علوم اسلامیہ ودینیہ۔ جلد 3، شمارہ 2، 2018۔ https://tinyurl.com/hr3ynnes

[26] Nigel Warburton. Free Speech: A Very Short Introduction. Oxford, UK: Oxford University Press. 2009. 3

[27] Zeid Ra'ad Al Hussein. Universal declaration of human Rights. Geneva 10. Switzerland: Office of the United Nation High commissioner for Human rights regional Office for Europe (OHCHR)). 38

[28] علی محمد بٹ۔ اسلام میں اظہارِ رائے کے آداب وحدود۔ http://www.zindgienau.com/Issues/2019/January2019/images/unicode_files/heading3.htm

برپاہونے والے انقلابات کے نتیجے میں کئی مغربی ریاستوں میں حریتِ فکر کے تصور کو اختیار کر لیا گیا ہے۔ مغربی آزادی رائے کے نظریے کی اصل بنیاد مغرب کی آزادی رائے پر مبنی سیاسی حریت کے فلسفے میں پائی جاتی ہے اور یہیں سے ذرائع ابلاغ کی تصور، آزادی نے نشو نما پائی ہے۔[29]

ڈاکٹر محمد یوسف القرضاوی بعض مغربی ممالک کے نظریہ آزادی اظہار اور آزادی فکر و عمل پر ناقدانہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''ملحدانہ مغربی فکر کے علمبرداروں نے دین و ایمان کے خلاف اس لئے بہت پروپیگنڈہ کیا ہے کہ مذہب انسان پر (بعض ضروری) پابندیاں عائد کرتا ہے اور قدم قدم پر اس کی آزادی کو سلب کر لیتا ہے، اس کے مقابلے میں انھوں نے بنام علم جو نظریہ پیش کیا ہے، ان کا دعویٰ یہ ہے کہ اس میں فرد کی آزادی میں کہیں مداخلت نہیں کی گئی۔''[30] چنانچہ آج بھی کئی مغربی ممالک میں مسلمانوں کو اسلامی فکر و عمل کو اپنانے اور فروغ دینے پر نہ صرف کئی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ بسا اوقات غیرتِ ایمانی کو للکارا جاتا ہے، اس میں سرفہرست ڈنمارک، اٹلی اور فرانس کا نام ہے۔ یورپی ممالک میں فرانس وہ پہلا ملک ہے جہاں باقاعدہ طور پر نیشنل اسمبلی میں خواتین پر حجاب کی پابندی کا بِل بھی پاس کیا گیا۔ اس بِل کی رو سے مسلمان خواتین کو عوامی مقامات پر حجاب پہننے کی آزادی نہیں۔ اگرچہ اس بِل کی منظوری کے بعد فرانس کو مسلم دنیا کی طرف سے شدید تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود فرانس اور اس کی ہم خیال دیگر ریاستوں میں مختلف بہانوں سے اسلامی فکر و عمل کی حوصلہ شکنی کا سلسلہ جاری ہے۔

اگر مغرب کے تصور آزادی رائے کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کا آزادی رائے کا پیمانہ دوغلا ہے۔ اگر ایک مسلمان خاتون حجاب اوڑھے تو اسے خواتین کے حقوق پر یلغار تصور کیا جاتا ہے اور جب کوئی عیسائی راہبی باحجاب ہو تو اسے روحانی دنیا کا علمبردار تصور کیا جاتا ہے۔ اگر مسلمان مرد داڑھی رکھیں تو وہ بنیاد پرستی کی علامت تصور کی جائے جبکہ یہی داڑھی ایک یہودی رکھے تو وہ یہودی شناخت کی حفاظت تصور کی جائے۔ جب مسلمان ممالک شریعت کا نام لیں تو مغرب انسانی حقوق کا نعرہ بلند کرے لیکن جب اسرائیل مذہب کے نام پر ریاست قائم کرے تو اس کی حمایت کی جائے کہ یہودیوں کے لئے ان کی مذہبی تاب تلمود کے ہوتے ہوئے کسی ضابطہ حیات کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہود کی حمایت میں ہولوکاسٹ (Holocaust) کو ایسی تقدیس بخشی جاتی ہے کہ اس کی تکذیب گناہ عظیم قرار دی جاتی ہے۔[31]

مغربی آزادانہ اظہار رائے کے اثرات:

مغربی میڈیا نے تصور حریت کے تحت فسق و فجور کی دل کھول کر اشاعت کی، جنسی واقعات اور جرائم پر مبنی خبروں کی تشہیر کی اور بے حیائی پر مبنی کہانیوں کو بیان کیا۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق:

''ا) ساٹ کروڑ بیس لاکھ امریکی شراب پیتے ہیں، جن میں سے دو کروڑ امریکی اپنے فرائض سے کوتاہی کے مرتکب ہو کر ہر سال حکومت کو کھربوں ڈالر کا نقصان پہنچاتے ہیں۔

ب) سویڈش عورتوں نے جنسی آزادی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے بھرپور مظاہرہ کیا، اس مظاہرے میں ملک کے ہر حصے سے تعلق رکھنے والی خواتین نے شرکت کی، جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی۔

---

[29] فہمی قطب الدین نجار، اسلام اور ذرائع ابلاغ، لاہور، ادارہ معارفِ اسلامی، 1997ء، ص 31

[30] محمد یوسف القرضاوی، ایمان اور زندگی، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 2006ء)، 182

[31] الطاف حسین یتو۔ آزادئ اظہار رائے، مغرب اور دنیائے اسلام۔ ہم سب۔ 10/11/2020
https://www.humsub.com.pk/355427/altaf-husain-yatoo-5/

ج) جرائم ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہیں۔"[32]

1992ء کی ایک سروے رپورٹ کے مطابق اس سال جنم لینے والے بچوں میں پینسٹھ فیصد بچے ناجائز اولاد تھے۔اس رپورٹ کے مطابق ہسپانوی آبادی میں ناجائز جنم لینے والے بچوں کی تعداد ساٹھ فیصد اور سفید نسل میں چھپن فیصد ہے۔[33]

آزادی فکر و عمل کے نتیجے میں معاشرے میں پیدا ہونے والی انارکی، اخلاقی قدروں کے زوال و انحطاط اور معاشرتی تباہی کے اس نظام پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد یوسف القرضاوی رقمطراز ہیں: "یہ سب نتائج کس بات کے ہیں؟ نام نہاد شخصی آزادی و بے راہ روی کے اور عقیدہ و ایمان سے بے زاری کے، اب آپ غور فرمائیں کہ بدعنوانیوں اور جرائم سے بھرپور ایسے معاشرے کو کیا کوئی نسبت ہو سکتی ہے، اس پر سکون اور خوشگوار معاشرے سے جسے عقیدہ اور ایمان جنم دیتا ہے، جہاں کسی کی زبان اور ہاتھ دوسرے کے مال، جان اور عزت پر حملہ آور نہیں ہوتے۔ جہاں چوری اور ڈاکے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔لوگ کامل یکسوئی اور اطمینان سے اپنے مال واسباب سے بھری ہوئی دکانیں کھلی چھوڑ جاتے ہیں۔ جہاں ہر آدمی دوسرے کو بھائی سمجھتا ہے اور اس کی ہمدردی اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا۔"[34]

اظہار رائے کے مغربی افکار نے عالم اسلام میں بھی خطرناک نوعیت کا رجحان پیدا کیا ہے۔ مغربی تصور کے زیر اثر اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ میں بھی مادر پدر آزادی، اخلاقی قدروں سے آزادی اور آخرت اور خدا خوفی سے انحراف کا یہ رجحان پیدا ہوا ہے۔ مغربی افکار سے متاثر مسلمان طبقے کے افکار و خیالات میں یہ تبدیلی نظر انداز نہیں کی جاسکتی، کیونکہ یہ دراصل ایک ایسا فتنہ ہے جو عالم اسلام کے وجود اور بقا کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ شاعر مشرق، علامہ اقبال ان افکار پر یوں تنقید کرتے ہیں:

جو دونی فطرت سے نہیں لائق پرواز

اس مرغکِ بیچارہ کا انجام ہے افتاد

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریلِ امیںؑ کا

ہر فکر نہیں طائر فردوس کا صیاد

اس قوم میں ہے شوخی اندیشہ خطرناک

جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد

گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ

آزادی افکار ہے ابلیس کی ایجاد[35]

---

[32] القرضاوی، ایمان، 183-184

[33] محمد احسن بٹ، امریکہ گناہوں کی دلدل میں، (لاہور: نگارشات، 2003ء)، 107

[34] محمد یوسف القرضاوی، ایمان اور زندگی، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 2006)، 183-184

[35] علامہ اقبال، کلیات اقبال، ص460

آزادی رائے کے پس منظر میں میڈیا کا رجحان

یہ میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم عمل رہیں جبکہ عصرِ حاضر میں اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ کی سرگرمیوں کا جائزہ لیں تو زیادہ تر منفی رجحان ہی نظر آئے گا۔بے مہار آزادی رائے کے تصور پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر شفیق جالندھری رقمطراز ہیں کہ: "اظہار و خیال کی (بے لگام، بے قید اور) مکمل آزادی کا تصور کسی بھی معاشرے میں قابل قبول نہیں،آزاد معاشروں میں صحافت پر اسی طرح پابندیاں عائد کی جاتی ہیں، جس طرح کہ مضرِ صحت خوراک اور منشیات وغیرہ کے استعمال پر، تقریباً ہر ملک کے اخبارات و جرائد میں ایسا مواد شائع کرنے پر پابندی ہے جس سے ہتکِ عزت یا بلیک میلنگ ہوتی ہو یا اشتعال انگیزی ہو اور ملکی سالمیت کو نقصان پہنچے۔"[36]

موجودہ دور میں میڈیا کی آزادی کے نام پر جو مواد پیش کیا جارہا ہے ذیل میں اس کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

مغربی تہذیب وثقافت کا پرچار

میڈیا کے ذریعے مغربی انداز زندگی کو بھرپور طریقے سے فروغ دیا جارہا ہے۔اخلاقی بے راہ روی، جنسیت کا فروغ، رقص و سرور، مار دھاڑ، وغیرہ پر مبنی پروگرام عام ہیں۔ مغربی لباس، مغربی کھانے، مغربی زبان، غرض مغربی تہذیب وثقافت کو میڈیا پر پیش کیا جارہا ہے۔ مقام افسوس تو یہ ہے کہ اسلامی ممالک کا میڈیا کئی ایسے مغربی تہوار بھی بہت جوش و خروش سے پیش کرتا ہے جو اسلامی تعلیمات سے ٹکراتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا(او کما قال): "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے [37]۔اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ کی اکثریت جو کچھ میڈیا پر پیش کر رہی ہے، وہ اسلامی روایات واقدار کے خلاف ہے۔

تصورِ تفریح

موجودہ میڈیا عوام الناس کی تفریح کے لئے جو پروگرام پیش کر رہے ہیں ان سے نوجوان نسل میں جنسی بے حیائی اور اخلاقی بے راہروی عام ہو رہی ہے۔ تفریح کے نام پر بے حیائی اور فحاشی پیش کی جارہی ہے اور عوام الناس کو بھی یہ سب لغویات اپنانے کی ترغیب دی جارہی ہے۔ تفریح کے لئے پیش کئے جانے والے ان پروگراموں کو خواہ ثقافت کا نام دیا جائے یا فن کا، یہ سب اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

ڈاکٹر محمد وسیم اکبر شیخ رقمطراز ہیں کہ ذرائع ابلاغ تفریح کے نام پر عریانی وفحاشی، بے ہنگم موسیقی، شراب نوشی، جوئے بازی وغیرہ کو فروغ دے رہے ہیں۔اس سب کے نتیجے میں معاشرے میں حرص و ہوس، صحت و خلاق کی تباہی، ذہنی بے سکونی، اور جنسی پیاس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔اور یہ سب تفریح طبع نہیں بلکہ اخلاقی بے راہ روی اور جنس ہیجان ہے۔[38]

عورت کی توہین: ذرائع ابلاغ عورت کی بے توقیری میں مغرب کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں۔ عورت کے وجود کا انتہائی غلط استعمال کیا جارہا ہے۔ عورت کی شرم وحیا جو اس کا زیور ہے، اس سے چھین لی گئی ہے۔چادر اور دوپٹہ عزت کی بجائے پسماندگی کی علامت بنا دیا گیا ہے۔ عورت کے حسن کی زینت چند ٹکوں میں ادا کر کے اسے گلیوں اور بازاروں میں رسوا کیا جارہا ہے۔پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا، سب نے عورت کو اپنے

---

[36] بحوالہ شفیق جالندھری، صحافت اور صحافی، (لاہور: علمی کتاب خانہ)، 28

[37] ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد-لباس کا بیان-حدیث نمبر 1 403
http://equranlibrary.com/hadith/abudawood/1748/4031

[38] محمد وسیم اکبر شیخ، ذرائع ابلاغ اور اسلام، (لاہور: مکہ پبلی کیشنز، 2003ء)، 148

کاروبار کی زینت بنایا ہوا ہے۔ عورت کا حسن و جمال جنس تجارت بن چکا ہے اور عورت کو حسن و آرائش اور فحاشی و عریانی کی ترغیب دے کر بے حیا اور بے باک بنایا جا رہا ہے۔

آج ذرائع ابلاغ مصنوعات کی مانگ بڑھانے کے لئے بھی عورت کو استعمال کر رہے ہیں اور عورت کو اشتہارات کی زینت بنا دیا گیا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے اس طرز عمل نے بے حجابی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جس کی وجہ سے آج خواتین کی ایک بڑی تعداد بنت رسولؐ حضرت فاطمہ الزہراؓ اور زوجہ رسولؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو رول ماڈل بنانے کی بجائے فحش و نیم عریاں اداکاراؤں سے متاثر و مرعوب دکھائی دیتی ہیں۔

فحاشی و عریانی

ذرائع ابلاغ فحاشی و عریانی کے فروغ میں بھی پیش پیش ہیں۔ میڈیا پر پیش کئے جانے والے ڈرامے، فلمیں، اشتہارات، ریالٹی شوز، مارننگ

شوز، اور دیگر پروگراموں میں فحش ڈائیلاگ، فحش لباس، فحش ناز و ادا سے بھرپور ہوتے ہیں۔ پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا، دونوں میں حیا سوز نیم برہنہ تصاویر اور مناظر کا استعمال عام ہے۔ فحاشی کی آلائش میں لت پت ذرائع ابلاغ ایک دوسرے سے سبقت لے جا رہے ہیں۔ ٹی وی ڈرامے ہوں یا ناول، ان میں معاشقے ایک اہم عنصر بن چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سکرین پر پیش کئے جانے والے مختلف پروگراموں، اخبارات و رسائل میں ہیجان پیدا کرنے والے مناظر روز کا معمول بن چکے ہیں۔

موسیقی

موسیقی الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کا لازمی جزو بن چکی ہے۔ ٹی وی ڈرامے ہوں یا روزمرہ خبریں، معلوماتی پروگرام ہوں یا تفریحی، مارننگ شوز ہوں یا اشتہارات، غرض موسیقی کو ہر پروگرام کا ای جزو لاینفک تصور کیا جاتا ہے۔ صورتِ حال یہ ہے کہ دنیا میں رونما ہونے والے حادثات اور ہلاکتوں کو بھی موسیقی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ"[39] اور لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی (لھوالحدیث) ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑا دے۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں قسم اللہ کی اس سے مراد گانا اور راگ ہے۔ یہی قول حضرت ابن عباس، جابر، عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد مکحول، عمرو بن شعیب، علی بن بذیمہ کا ہے۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت گانے بجانے باجوں گاجوں کے بارے میں اتری ہے۔[40]

آج موسیقی کو ترویج دینے والے موسیقی کو روح کی غذا بتاتے ہیں جبکہ اسلامی نقطہ نظر سے گانا بجانا اسلام سے دوری کا سبب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک گانا بجانا یوں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی سے گھاس اور سبزہ اگ آتا ہے۔[41]

---

[39] القرآن، 31 : 6

[40] مولانا محمد جونا گڑھی (مترجم)، تفسیر ابن کثیر، سورۃ لقمان، آیت: 6

http://equranlibrary.com/tafseer/ibnekaseer/31/6

[41] فتاویٰ ابن باز، اردو ترجمہ ج 1، ص 213

منکرات کی ترویج

ذرائع ابلاغ منکرات کی اشاعت و ترویج میں اندھادھند مغرب کی نقالی کر رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کی باگ ڈور جن کے ہاتھوں میں ہے وہ مادیت کی دوڑ میں مکر وفریب کے جال پھیلائے ہوئے عوام الناس کو اسلامی اقدار سے ناآشنا کر رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ جس مواد کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں اس میں جھوٹ، بہتان، چغلی، غیبت، بغض، حسد، دھوکہ، مکاری، تحقیر، ظلم، فتنہ وغیرہ روز کا معمول ہیں۔ اس کے نتیجے میں نوجوان طبقہ روحانی و اخلاقی زوال کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ "[42] منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کی طرح ہیں۔ برے کام کا حکم دیتے ہیں اور نیک کام سے منع کرتے ہیں۔

بظاہر حق گوئی دراصل برائی کی تشہیر

ذرائع ابلاغ کا وطیرہ بن چکا ہے کہ وہ ظلم و زیادتی کے خلاف آواز بلند کرتے وقت غیر محسوس طور پر برائی کی تشہیر کر رہے ہیں۔ ظلم و زیادتی کے خلاف آواز اٹھانا اسی وقت ثمر آور ثابت ہو سکتا ہے جب اس میں نصیحت کا عنصر غالب ہو۔ ذرائع ابلاغ کی وہ آواز جو مسئلے کے موثر حل سے عاری

ہے وہ آواز محض ظلم و زیادتی کی تشہیر کا سبب ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا" [43] انھیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ آزادی رائے اور ظلم و زیادتی کے خلاف آواز اٹھانے کا نعرہ بلند کر کے جس مواد کی بکثرت نشر و اشاعت کر رہے ہیں، وہ ان مظالم کے حل کی بجائے صرف ایک وقتی شور شرابہ ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ظلم و زیادتی کا سد باب ہونے کی بجائے، برائی کی اس قدر تشہیر ہو جاتی ہے کہ ظلم و زیادتی کے خلاف اٹھنے والی وہ آواز بذات خود تعمیر و اصلاح کی بجائے تخریب و بگاڑ کا سبب بن جاتی ہے۔

سنسنی خیزی

ذرائع ابلاغ میں سنجیدگی کی بجائے سنسنی خیزی کا رجحان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ سنسنی پھیلانے کے لئے مخرب اخلاق مواد جس میں سنسنی خیز خبریں، نجی زندگی میں دراندازی، جرائم کی مصالحہ دار خبریں، جنسی اسکینڈلز کی نشر و اشاعت سب شامل ہیں۔ بسااوقات تو سنسنی پھیلانے کے لئے بریکنگ نیوز کے نام پر ایسی بے پر کی بھی اڑا دی جاتی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بالخصوص ایسی خبروں یا واقعات کی نشر و اشاعت جو ملکی اور بین الاقوامی منظر نامے میں نمایاں اور منفرد نوعیت کی ہوں۔ اس طرح کہیں کوئی حادثہ رونما ہو جائے مثلاً کوئی دھماکہ ہو جائے تو اس کی نشر و اشاعت مرچ مصالحہ کے ساتھ اس انداز میں کی جاتی ہے جیسے پورا ملک ہی دھماکے سے لرز گیا ہو۔ عموماً سنسنی خیز خبروں کی تشہیر سے مقصود محض ریٹنگ بڑھانا ہوتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کا اپنی نشر و اشاعت بڑھانے کے لئے ایسے اوچھے ہتھکنڈے کو سہارا بنانا نہ صرف انتہائی شرمناک ہے بلکہ گھٹیا ذوق صحافت کی عکاسی بھی کرتا ہے۔

---

[42] القرآن، 9 : 67

[43] القرآن، 4 : 63

پروپیگنڈا

پروپیگنڈا ایک نفسیاتی حربہ ہے، بذات خود یہ اچھا یا برا نہیں ہوتا، اس کے مقاصد اور استعمال اسے مثبت یا منفی بناتا ہے۔ عصر حاضر میں جھوٹ وفریب کی بنیاد پر کیا جانے والا پروپیگنڈا میڈیا کی پالیسی بن چکا ہے۔ پروپیگنڈا کے ذریعے مخالفین کو ذہنی شکست دینے کی کوشش کی جاتی ہے ۔پروپیگنڈا شیطان کی بہت پرانی چال ہے۔ تخلیق آدم کے بعد آدمؑ اور حواؑ کو ورغلانے کے لئے شیطان نے پروپیگنڈا کے ذریعے ہی بہکایا تھا اور آج بھی سچائی کے مقابلے کے لئے اس شیطانی ہتھکنڈے کو موثر سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد وسیم اکبر شیخ لکھتے ہیں کہ: "ذرائع ابلاغ نے پروپیگنڈے، تعلقات عامہ اور اشتہار بازی کے میدان میں نہ صرف تکنیکی ترقی کی ہے بلکہ معاشرے پر اس کے گہرے اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں۔ حکومت کی کوئی بھی سماجی و تعلیمی ترقی کی اسکیم اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی، جب تک اس کی پشت پر ذرائع ابلاغ کی بھرپور مہم نہ ہو۔"[44]

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ دور میں دھوکہ دہی اور فریب کاری، مخالفین کے خلاف نفسیاتی حربے آزمانا اور، باطل کی ملمع کاری ذرائع ابلاغ کا معمول بن چکا ہے[45]۔ آج مغربی میڈیا اسلام کے پر امن پروگرام کو فراموش کرکے دنیا بھر میں یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ اسلام دہشت وسفاکیت پھیلانے والا مذہب ہے اور مسلم ممالک دہشت گردی کی سرپرستی کرتے ہیں۔ میڈیا کے جھوٹے پروپیگنڈا کے ذریعے ایک طرف دنیا بھر میں اسلام اور مسلمان کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی اور دوسری طرف انتہا پسندی(Extremism) ، اور بنیاد پرستی(Fundamentalism) جیسی اصطلاحات کے تحت مسلمانوں کی نئی نسلوں کو اسلام سے بیزار کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔[46]

تشہیر میں مبالغہ آرائی

تشہیر کا بنیادی مقصد اشیاء کا تعارف اور ان کی خصوصیات کا بتانا ہوتا ہے تاکہ صارفین ان کی افادیت کے پیش نظر ان اشیاء کی طرف راغب ہوں۔ موجودہ دور میں اشتہارات میڈیا کی کمائی کا ایک اہم ذریعہ بن چکے ہیں۔ چنانچہ مختلف مصنوعات کی مانگ بڑھانے کے لئے ان کی تشہیر میں مبالغہ آرائی کا رجحان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اشتہار سازی سے لوگوں کو خدمات کے حصول پر بھی آمادہ کیا جاتا اور اس ترغیب میں آزادانہ مبالغہ آرائی کی جاتی ہے۔ مصنوعات وخدمات کی تشہیر کرتے وقت یہ بھی نظر انداز کردیا جاتا ہے کہ اس اشتہار میں کوئی قباحت تو نہیں۔

میڈیا کی مدد سے اشیاء کی تشہیر ایک باقاعدہ فن کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ ایسی صورت میں اشتہار سازی کا عمل کسی فرد، چیز، گروہ یا ادارے کی سفارش کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور سفارش کے متعلق ارشاد باری تعالی ہے: "مَّنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ "[47] جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے، اسے بھی اس کا حصہ ملے گا اور جو برائی اور بدی کی سفارش کرے اس کے لئے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے۔

---

[44] محمد وسیم اکبر شیخ، ذرائع ابلاغ اور اسلام، (لاہور: مکہ پبلی کیشنز، 2003ء)، 66

[45] وزارت مذہبی امور وبین المذاہب ہم آہنگی، ذرائع ابلاغ کا کردار اور ذمہ داریاں تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں، (پاکستان: سیرت النبیؐ کانفرنس 2015ء، مقالات سیرت)، شاہدہ پروین، 69

[46] سعدیہ خالد محمود شیخ، دعوۃ وتبلیغ کی حکمت عملی تعلیمات نبوی کی روشنی میں، (اسلام آباد: وفاقی وزارتِ مذہبی امور، 2010ء)، 167

[47] القرآن، 4: 85

اسلام کے خلاف متعصب رویہ

قومی اور بین الاقوامی سطح پر بڑے پیمانے پر میڈیا کے ذریعے اصل اسلام کے کے چہرے کو مسخ کر کے اسلام کو یوں پیش کیا جارہا ہے کہ جیسے اسلام ایک قدامت پسند دین ہے اسلامی کی آفاقی تعلیمات کو نیچا دکھایا جانے کی کوشش کی جارہی ہے۔اسلام کی ایسی تصویر پیش کی جارہی ہے کہ خود مسلمان بھی اگر اسلام پر قائم رہیں تو ان کا وجود بے حس و حرکت اور مجبور و معذور بن جائے۔ مسلمان اپنے دین کے معاملے میں پر اعتماد ہونے کی بجائے مشکوک ہوں۔ حالانکہ اگر اسلام کو تعصب کی عینک اتار کر دیکھا جائے تو انسان دوستی اور انسانیت کی تعظیم و توقیر اور فوز و فلاح کے لئے جو تعلیمات اسلام پیش کرتا ہے، دنیا کا کوئی مذہب اس کے عشرِ عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ"[48] البتہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی اور پھر ساری کائنات کو انسان کے لئے مسخر فرمادیا۔قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا"[49] اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔ اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی۔

اسلام وہ دین ہے جو انسان کو انسانیت سکھاتا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ "[50] بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور فحش اور منکر اور ظلم کرنے سے منع فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

غیر اسلامی عقائد ورسومات کی ترویج

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر معاشرے کی ثقافت، اقدار، عقائد اور رسومات مختلف ہوتے ہیں۔ پاکستانی معاشرہ چونکہ ایک اسلامی معاشرہ ہے اس لئے یہاں وہی نشر و اشاعت قابل قبول ہو سکتی ہے جو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو۔آج میڈیا غیر اسلامی عقائد ورسومات کے آگے بند باندھنے کی بجائے ایسا مواد پیش کر رہے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ غیر اسلامی تہواروں کی بھرپور کوریج اور پھر ان غیر اسلامی تہواروں میں مسلمانوں کی شرکت کو نمایاں کر کے پیش کرنا، یہ سب غیر اسلامی عقائد ورسومات کو فروغ دینے کی مختلف صورتیں ہیں۔ حتیٰ کہ بسا اوقات تو اسلام کے نام پر بھی ایسا مواد پیش کر دیا جاتا ہے جس کا قرآن اور مستند تعلیمات نبویؐ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور اس طرح اسلام کا لبادے میں، دراصل غیر اسلامی عقائد ورسومات ہی کی ترویج ہو رہی ہوتی ہے۔

شعائرِ اسلام کا استہزاء

شعائر اسلام سے مراد ایسی خاص علامات ہیں جو کسی اسلامی عقیدے یا طرز عمل کی نمائندگی کرتی ہیں۔ شعائر اسلام میں وہ سب اعمال و افعال شامل ہیں جو اسلام کی پہچان ہیں اور مسلمان ہونے کی علامت ہیں۔ ہر مذہب اپنے شعائر کا احترام کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ کسی بھی مذہب کا

---

[48] القرآن، 95 : 4

[49] القرآن، 17: 70

[50] القرآن، 16 : 90

استہزا ایک سنگین جرم ہے لیکن میڈیا کے ذریعے شعائرِ اسلام کا مذاق اڑانا معمول بن چکا ہے، اسلام کو اس طرح پیش کیا جا رہا ہے کہ خود مسلمان بھی اپنے کو اسلام کی چند رسومات کی ادائیگی تک محدود کرلیں اور مغرب کی مرضی کا ماڈریٹ مسلمان بن جائیں۔ داڑھی، عمامہ، مدرسہ اور حجاب کو دقیانوسیت سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ فلموں، ڈراموں، مزاحیہ پروگراموں میں شعائر اسلام کی ہنسی اڑانے کا عنصر بڑھتا جا رہا ہے، بالخصوص سوشل میڈیا پر ایسے لطیفوں اور ویڈیو کلپس کی گردش بڑھتی جا رہی ہے۔ شعائر اسلام کے استہزا کا معاملہ اتنا معمولی نہیں کہ اسے نظرانداز کردیا جائے، بلکہ یہ اتنا سنگین فعل ہے کہ فاعل کو ایمان کی بجائے کفر سے قریب کر دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: "يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ "[51] اے ایمان والو! شعائر اللہ کی بے حرمتی نہ کرو۔

قرآن مجید میں شعائر اسلام کی مذمت میں ایک اور مقام میں ارشاد ہوتا ہے کہ: "يَحْذَرُ الْمُنَافِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِئُوْاۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۰ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ ۰ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ"[52] منافقوں کو ہر وقت اس بات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی سورۃ نہ اترے جو ان کے دلوں کی باتیں انہیں بتلادے۔ کہہ دیجئے کہ مذاق اڑاتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے، جس سے تم ڈر، دبک رہے ہو۔ اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں۔ تم بہانے نہ بناؤ، یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے ہو۔ اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے درگزر بھی کرلیں تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے۔

خلاصہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو حیات انسانی کے تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں ہر زمانے کے مسائل و چیلنجز سے نمٹنے کے لئے علم و حکمت کے انمول موتی ہیں۔ موجودہ حالات میں امت مسلمہ کو مسائل کے حل کے لئے کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ بالخصوص مغرب اور مغربی تہذیب کہ جس کی بنیاد ہی مادہ پرستی پر ہے اور جس میں مادیت کا حصول ہر چیز پر مقدم ہے، ایسی تہذیب کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب ہو کر اسی کی تقلید مسائل کا حل نہیں بلکہ مزید ہلاکت و بربادی کا زینہ ہے۔ چنانچہ اسلام آزادی فکر اور اظہار رائے ایک اسلامی ریاست کے سب شہریوں کو صرف ایک شرط پر دیتا ہے کہ اسے نیکی وسچائی کی اشاعت و تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے نہ کہ برائی و بے حیائی کو فروغ دینے کے لئے۔ اسلام آزادی اظہار کی آڑ میں میڈیا کے گھوڑے کو بے لگام نہیں چھوڑتا کہ وہ ایمانیات واخلاقیات کی دھجیاں اڑا دے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا آزادی اظہار رائے کا تصور مغربی تصور سے بالکل مختلف ہے۔

آج مغربی دنیا میڈیا کی طاقت کو استعمال کر کے دنیا پر غلبے اور حکمرانی کے خواب کو حقیقت بنانے کے لئے مصروف عمل ہے۔ آزادی اظہار رائے کی آڑ میں مغرب کی میڈیا کے ذریعے تہذیبی یلغار اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ دوسری طرف اسلامی ممالک کا میڈیا بھی مغرب کے آلہ کار بن کر خود گھر کے چراغ کو بجھانے کے درپے ہیں۔ مسلمانوں کی حالت زار یہ ہے کہ وہ دشمن کے اس وار کو سمجھنے کی بجائے اندھے بہرے بنے مغربی تہذیب کے نہ صرف گن گا رہے ہیں بلکہ بہت فخر سے مغربی تہذیب کو اپنا بھی رہے ہیں۔ موجودہ دور میں امت مسلمہ کو درپیش مسائل سے بطریق

---

[51] القرآن، 5 : 2

[52] القرآن، 9 : 64-66

احسن نبرد آزما ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں میڈیا کی باگ ڈور ہے، اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں اور آزادی اظہار کی آڑ میں مشرق و مغرب میں پھیلے منفی ابلاغی رجحانات کی روک تھام میں اپنا کردار ادا کریں، عوام کی تعلیم و تربیت کے لئے موزوں مواد کی نشر و اشاعت کریں، اسلامی اقدار کو فروغ دیں، عوام کو درست اور مصدقہ اطلاعات فراہم کریں، عوام کو صحت مند، مثبت اور تعمیری تفریح فراہم کریں۔ قومی و ملی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنائیں، عوام میں باہمی حقوق و فرائض کی ادائیگی کا پرچار کریں، اسلامی تہذیب و ثقافت کو فروغ دیں اور عوام کے مسائل و مشکلات کی مثبت اور تعمیری ترجمانی کریں۔